نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

دکھوں سے نجات کس طرح حاصل ہو؟

ہر شخص اس امر کا آرزومند پایا جاتا ہے کہ اسے ہر قسم کے دکھوں سے نجات ملے اور وہ دنیا میں سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرے مگر یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے حقیقی سکھ اور سچی راحت اسی کی عطا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دیتا ہے مگر باوجود اس کے اس نے حصول راحت کے کچھ اسباب اور ذرایع بھی بنائے ہیں اگر انسان ان کو کام میں لائے تو لاریب فائدہ اٹھالیتا ہے۔

یہ اسباب بہت سے ہیں مگر اسوقت میں صرف دو کا ذکر کروں گا۔ ایک استغفار ہے اور دوسرا صدقہ استغفار تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام راستبازوں کا اجماعی مسئلہ ہے جو انکی تعلیم اور ہدایت میں داخل ہے قرآن مجید کا مطالعہ اور اسپر غور اس راز کو بڑی وضاحت سے کہولتا ہے۔

استغفار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا یعنے جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے نتائج بد سے حفاظت طلب کرنا اور جذبات گناہ کے سرد ہو جانے کی آرزو کرنا۔ گویا آیندہ کے لئے گناہ کی قوتوں اور جذبات پر ایسی موت وارد ہو کہ انہیں کوئی جوش اور تحریک ہی نہ ہو۔ جسقدر انسان اس نسخہ کو عمل میں لاتا ہے اسیقدر وہ سکھ کے قریب ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس سے اسکی نیکی کی قوتوں میں نشو و نما ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھتے ہیں جو تمام راحتوں کا سرچشمہ ہے۔ دوسرا ذریعہ صدقہ ہے۔ صدقہ رد بلا مشہور ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے + تمام اقوام اور مذاہب میں بلا استثناء احدے صدقہ کو دکھوں اور بیماریوں اور ہر قسم کی بلاؤں کے دور کرنیکا ذریعہ یقین کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ بھی اجماعی اور مسلمہ مسئلہ ہے۔

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اپنے ناظرین کو اس امر کیطرف توجہ دلائی تھی کہ مد صدقات کی مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے یہانتک کہ ایکماہ کے بعد شائد اس مد کے اخراجات کے لئے دقت پیش آجاوے۔ آخر وہی ہوا۔ اور مد صدقات کے متعلقہ اخراجات یکدم رک گئے۔ یتیم اور بیکس بچوں کی ضروریات انکے نگران حال مہتمموں کو حیران کررہی ہیں۔ مولفۃ القلوب اور ابناء السبیل کے آئے دن کے اخراجات الگ متوجہ کررہے ہیں بعض مہاجرین اور طلبہ علم کے وظائف کے نو نور کرنے کی جدا فکر ہے یہانتک کہ لدعے کا ایک بل بھی ہم ادا نہیں کرسکتے ایسی صورت اور حالت میں میری سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے اور کن الفاظ میں قوم کو توجہ دلاؤں یہ ایک آدہ دن کا معاملہ نہیں۔ ایک آدہ جان کا سوال نہیں تین سو روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ ہے اور ابھی سال رواں کے پورے سات مہینے باقی ہیں۔ کم از کم چھ سو روپیہ تو ۵ر جون تک آنا چاہیئے تاکہ پچھلے وظائف اور رکے ہوئے اخراجات ادا کئے جاویں۔ مد صدقات کی مستقل آمدنی تو کوئی ہو نہیں سکتی اتفاقی اور آنی آمدنی ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف تو خصوصیت سے توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ دن نازک اور خدا کی قہری تجلی کے دن ہیں اس لئے اگر سب صاحب اس ذکر کو محسوس کریں اور اس ضرورت کو پورا کرنے میں لگ جاویں تو یہ بڑی بات نہیں ہے اگر الحکم ہی کے

ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری

گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پاس شدہ بغرض اشاعت دفتر الحکم میں پہنچا ہے - ایڈیٹر-

پنجاب گورنمنٹ

صیغہ وضع آئین و قوانین

مسودہ قانون نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۶ء

مسودہ جیسے کہ کونسل میں منظور ہوا

مسودہ قانون بدیں غرض کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے-

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے - لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:-

نام وحد نفاذ — **دفعہ ۱**- (۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کو ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری (پنجاب) ۱۹۰۶ء کے نام سے موسوم کیا جائے-

(۲) یہ پنجاب سے متعلق ہے-

تنسیخ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء — **دفعہ ۲**- ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) مصدرہ ۱۸۹۳ء بذریعہ تحریر ہذا منسوخ کیا جاتا ہے-

تعریفات — **دفعہ ۳**- اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت سے کوئی امر متناقض نہ پایا جائے- تو-

لفظ "کلکٹر" سے ضلع کا کلکٹر مراد ہے جیسے کہ اس کی تشریح ایکٹ معاملہ زمین پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء [ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء] میں کیگئی ہے اور اس لفظ کی تعریف میں داخل ہے- (۱) ہر ایسا افسر جسکو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہذا کے بموجب کلکٹر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے اور تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے اور (۲) ہر ایسا افسر نوآبادی یا اسسٹنٹ افسر نوآبادی جو ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے اپنے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہو- خواہ وہ افسر ڈپٹی کمشنر کے تمام یا کوئی فرایض زیر ایکٹ منسوخ شدہ انجام دینے کے لئے بذریعہ اشتہار مقرر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو-

لفظ "کمشنر" میں ہر ایسا افسر داخل ہے جسکو لوکل گورنمنٹ زیر ایکٹ ہذا کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے یا اُس کے تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے-

لفظ "نوآبادی" سے ایسا رقبہ مراد ہے جس پر ایکٹ ہذا زیر حکم لوکل گورنمنٹ اطلاق پذیر ہو سکے اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایسا رقبہ مراد ہے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء اطلاق پذیر کیا گیا-

لفظ "مجوزہ" سے یہ مراد ہے کہ پیشگاہ لوکل گورنمنٹ سے زیر ایکٹ ہذا یا زیر ایکٹ منسوخ شدہ بذریعہ ایکٹ ہذا منظور کیا گیا

لفظ "مزارعہ" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جو کسی نوآبادی میں بطور مزارعہ ایکٹ ہذا کے احکام اور قواعد و شرائط مجوزہ زیر ایکٹ ہذا کے مطابق زمین پر قابض ہو اور ہر مزارعہ کے متقدمین اور قائمقامان ذی حقیقت بھی اس لفظ میں داخل ہیں"-

ایکٹ کا اطلاق — **دفعہ ۴**- لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس ایکٹ کے احکام کا اطلاق کسی ایسے قطعہ زمین پر کرے جو ملکیت سرکار ہو اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایکٹ ہذا کے احکام اُس قطعہ سے اطلاق پذیر متصور ہونگے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء کے احکام اطلاق پذیر کئے گئے-

شرائط کی فردوں کا اجرائے — **دفعہ ۵**- (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ اُن شرائط کی فردیں جاری کرے جنپر وہ کسی نوآبادی میں اُن اشخاص کو زمین عطا کرنے پر تیار ہو جو اُن زمینوں کے مزارعہ بننے یا اُن میں حق ملکیت حاصل کرنے کے راضی ہوں-

(۲) جائز ہوگا کہ ان فردوں میں منجملہ دیگر امور کے یہ احکام درج کئے جاویں کہ مزارعہ بعض شرائط کو پورا کرنے پر حق دخلیکاری یا حق مالکانہ خواہ بذریعہ خرید یا دیگر نہج پر حاصل کر سکتا ہے-

(۳) جو حق دخلیکاری یا حق مالکانہ کوئی مزارعہ حاصل کرے وہ اُن تمام حدود و پابندیوں کے تابع ہوگا جو شرائط کی اُس فرد میں مندرج ہوں جو اُس سے اطلاق پذیر ہو اور جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب جاری کی گئی ہو-

(۴) دفعہ ہذا میں کسی عبادت کے ایسے معنے نہیں لئے جاوینگے جس سے لوکل گورنمنٹ کا یہ اختیار محدود سمجھا جاوے کہ ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب کوئی فرد شرائط جاری کرنے کے بغیر کسی نوآبادی میں کسی شخص کو ایسی شرائط پر جن کو وہ مناسب سمجھے زمین عطا کرے-

رجسٹر ہائے تجویز شدہ زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء میں اندراجات کے معنے — **دفعہ ۶**- کسی فرد شرائط مجوزہ پیشتر از نفاذ ایکٹ ہذا میں جب کسی رجسٹر مجوزہ زیر ایکٹ منسوخ شدہ کا حوالہ درج ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اُس کے اس طرح پر معنے لینے لازم ہونگے کہ گویا وہ کسی مثل حقیقت یا سالانہ کاغذات میں کسی اندراج کا حوالہ ہے-

کلکٹر کے اختیارات دربارہ عطائے زمین — **دفعہ ۷**- صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ بپابندی ایسی عام یا خاص ہدایات کے جو اُس کو صاحب فنانشل کمشنر سے ملیں کسی شخص کو زمین عطا کرے اور بذریعہ حکم تحریری یہ ظاہر کرے کہ کونسی فرد شرائط اُس عطیہ پر اطلاق پذیر ہوگی اور شخص مذکور کو زمین عطا شدہ کا قبضہ لینے کی اجازت دے اور بعد ازاں عطیہ مذکور اُن شرائط کے تابع متصور ہوگا جو اُس سے اطلاق پذیر کیگئی ہیں- کوئی ایسا شخص مزارعہ متصور نہ ہوگا اور نہ اُس زمین میں جو اُس کے حصہ میں آئی اُسکا کوئی حق یا حقیقت تصور ہوگی تاوقتیکہ ایسا حکم تحریری صادر نہ کیا جاوے اور وہ صاحب کلکٹر کی اجازت سے قبضہ حاصل نہ کر لے-

دفعہ ۸- حیثیت مزارعان جو اب تک زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء ہوں-

ہر ایسے شخص کی نسبت جو کسی وقت ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے اُس زمین کا مزارعہ ہو جس سے ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) سنہ ۱۸۹۳ء متعلق تھا۔ باوجود کسی سابقہ معاہدہ کے یا کسی ایسے امر کے جو ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء میں یا کسی دیگر ایکٹ نافذ الوقت میں درج ہو یہ تصور کرنا لازم ہوگا کہ اُس نے اُن شرائط کو منظور کر لیا ہے اور ہم نفس نے مطابق اراضیات پر جن کا وہ مزارعہ تھا قابض ہے جو ابتداً اُس کے کھاتہ رعیتانہ سے متعلق کی گئیں اور جن کی توسیع اُس حد تک کی گئی جس کا کہ آگے واضح طور پر ایکٹ ہذا میں ذکر کیا جائیگا۔

دفعہ ۹ — صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ لوکل گورنمنٹ کی پیشگی منظوری حاصل کرکے اُن شرائط کی فرد جاری کرے۔ جن پر گورنمنٹ کسی نوآبادی میں زمین بذریعہ نیلام فروخت کرنے پر راضی ہو۔

بیع بذریعہ نیلام کی شرائط کے فردوں کا جاری کرنا

دفعہ ۱۰ — لازم ہے کہ کسی زمین کے خریدار نیلام کو جو حسب الحکم صاحب کلکٹر زمین پر قابض ہو زمین مذکور کا مزارعہ تصور کیا جائے جب تک کہ کل زرثمن معہ سود کے جو اُس سے واجب الادا ہو ادا نہ کیا جاوے اور دیگر شرائط مندرجہ فرد جاری شدہ زیر دفعہ ۹ پوری نہ کی جائیں۔

خریدار نیلام پورا زرثمن ادا کرنے تک مزارعہ سمجھا جائیگا

دفعہ ۱۱ — جو حق ملکیت زمین اُس طریق پر حاصل کیا جائے جس کی تشریح دفعہ ۱۰ میں کی گئی ہے وہ اُن تمام قیود اور پابندیوں کے تابع ہوگا جو اُس فرد میں درج کی گئی ہوں جو دفعہ ۹ کے احکام کے بموجب جاری کیا گیا ہو۔

حق ملکیت بعض حدود کے تابع ہوگا

دفعہ ۱۲ — اگر کوئی شخص جو ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد کسی نوآبادی میں بطور مزارعہ کسی زمین پر قابض کیا گیا ہو گورنمنٹ کے کسی افسر کو اپنی قابلیت کی نسبت غلط اطلاع دے یا یہ امر واقعہ ظاہر کرنے سے قاصر رہے کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری نیک چلنی کی ضمانت لی گئی ہے یا کہ اُس کو ایک سال یا زیادہ میعاد کی قید کی سزا دی گئی ہے تو یہ تصور کیا جاویگا کہ اُس نے اپنے مزارعہ بننے کے متعلق شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔

مزارعہ کا غلط اطلاع دینا

مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ کا اطلاق اُن اشخاص پر نہ ہوگا جو تین سال سے زیادہ عرصہ تک بحیثیت مزارعہ قابض رہے ہوں اور نہ یہ دفعہ کسی ایسے شخص سے متعلق ہوگی جس نے حق ملکیت حاصل کر لیا ہو۔

دفعہ ۱۳ — بپابندی احکام جو صاحب فنانشل کمشنر سے موصول ہوں صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی مزارعہ یا مالک کو اجازت دے کہ وہ اپنی زمین یا اُس میں اپنے حق کو کُلاً یا جزواً کسی دوسری زمین سے نوآبادی میں تبادلہ کرلے اور جو زمین تبادلہ میں لیجائے اُس کا قبضہ اُس صورت میں جبکہ کوئی خاص شرط کلکٹر نے اس کے برخلاف تحریری طور پر تجویز نہ کی ہو انہی شرائط و قیود کے تابع متصور ہوگا جن کی تابع وہ زمین تھی جو تبادلہ میں دی گئی۔

تبادلات

دفعہ ۱۴ — اگر اشتہار زیر دفعہ ۴ جاری کرنے کے وقت کوئی شخص کسی سرکاری زمین پر اُس رقبہ کے کسی حصہ میں جس کی تصریح اشتہار مذکور میں کیجائے گورنمنٹ کی طرف سے کسی ایسے پٹہ کی رو سے قابض ہو جو ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء اور ایکٹ ہذا کے علاوہ کسی دیگر طریق پر عطا کیا گیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی وقت شخص مذکور کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اُس زمین کو چھوڑ دے اور اُس معاوضہ کو قبول کرے جو صاحب کلکٹر عطا کرے:—

حیثیت مزارعان سرکار اُس قطعہ زمین میں جس میں اس ایکٹ کی توسیع کیجائے

(الف) بابت اُس منافع کے جو اُس کو بحیثیت ایسا مزارعہ ہونے کے پٹہ کی باقی میعاد میں حاصل ہوتا۔ اور

(ب) بابت اُن جملہ ترقیات کے جو اُس نے پٹہ چھوڑنے کے حکم کے اجراء سے پیشتر کی ہوں۔

اور علاوہ اس کے رقم عطا شدہ کا ۱۵ فی صدی۔

یہ معاوضہ زرنقد میں ادا کیا جائیگا یا مزارعہ کی رضامندی سے اُس کے معاوضہ میں کسی دوسری زمین میں حقوق رعیتانہ دیئے جاوینگے۔ ہر ایک زمین جس کی نسبت پٹہ چھوڑنے کے عوض کسی نوآبادی میں حقوق رعیتانہ دیئے جائیں وہ اُس فرد شرائط کے تابع ہوگی جو کہ صاحب کلکٹر تجویز کریگا اور یہ زمین معاوضہ واجب الادا کی رقم سے کم قیمت کی نہ ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر مزارعہ زرنقد یا دیگر زمین جو اُسے بطور معاوضہ متذکرہ بالا دیجائے لینے پر راضی نہ ہو تو اُس کو جائز ہوگا کہ صاحب کلکٹر کے حکم متضمن عطیہ زرنقد یا زمین کی اطلاع پانے کے بعد چھ ہفتہ کے اندر صاحب کلکٹر کو تحریری درخواست دیکر یہ دعوے کرے کہ جس زمین پر اُس کا قبضہ ہے اُس کو دفعہ ہذا کے بموجب حاصل کرنے کی بجائے ایکٹ حصول اراضی کے احکام کے بموجب حاصل کیا جاوے۔

دفعہ ۱۵ — جو حقوق یا مراعات کسی مزارعہ کو گورنمنٹ سے ایسی زمین کی بابت حاصل ہوں جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہو اُن میں سے کوئی بھی کسی عدالت کے حکم یا ڈگری کے اجرا پر یا کسی دیوالیہ کی کارروائی میں قرق یا فروخت نہیں ہوگا۔

حقوق مزارعہ قرق یا فروخت نہیں ہونگے

دفعہ ۱۶ — اُن حقوق یا مراعات میں سے جو کسی مزارعہ کو زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء یا زیر ایکٹ ہذا حاصل ہوں کوئی بھی بغیر تحریری منظوری صاحب فنانشل کمشنر یا ایسے افسر کے جس کو صاحب فنانشل کمشنر بذریعہ حکم تحریری اس بارہ میں اختیار دیں بذریعہ بیع یا تبادلہ یا ہبہ یا وصیت یا رہن یا دیگر معاہدہ بیع انتقال نہیں کیا جاسکیگا اور نہ اُس پر کفالت کی جاسکے گی۔ ماسوائے شکمی پٹہ کے جس کی میعاد ایسے مزارعہ کی صورت میں جسکے حقوق دخیلکاری یا مالکانہ حاصل نہ کئے ہوں ایک

انتقالات حقوق کالعدم تصور ہونگے

سال ہوا اور ایسے مزارعہ کی صورت میں جس نے حقوق دخیلکاری حاصل کئے ہوں سات سال سے زیادہ نہ۔ تحریری منظوری مذکورہ بالا حاصل کرنے کے بغیر جو انتقال کیا جائیگا یا کفالت ڈالی جائے گی وہ کالعدم تصور ہونگی اور اگر (ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد) منتقل الیہ قبضہ حاصل کرلے تو صاحب کلکٹر کے حکم سے اُس کو بیدخل کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شکمی پٹہ پر دینے کے اُس اختیار کے رو سے جواز روئے دفعہ ہذا عطا کیا گیا ہے کوئی مزارعہ اُس شرط سے بری نہیں ہوگا جسکے رو سے اُس کے لئے اُس محال میں رہنا واجب ہے جس میں اُس کا کھاتہ رعیتانہ واقعہ ہو۔

نیز شرط یہ ہے کہ ایکٹ ہذا کے شروع نفاذ کے وقت جو مزارعہ بن چکے ہوں اُن کے لئے دفعہ ہذا کے رو سے شکمی پٹہ پر دینے کے اختیار پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ڈالی جاویگی جو ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۸ میں درج نہیں ہے یا اُن شرائط کی فرد میں مذکور نہیں ہے جو مزارعہ مذکور کی زمین سے اطلاق پذیر ہے۔

مادہ اسپان، شتران یا اُن کی بچھڑے جو مجوزہ شرائط کے بموجب رکھے گئے ہوں قرق یا فروخت نہیں کئے جائینگے

دفعہ ۱۷۔ کسی مجوزہ فرد شرائط کے مطابق جو مادہ اسپ یا شتر رکھا جاوے وہ اور اُس کے بچے اگر تین سال سے کم عمر کے ہوں تو کسی ڈگری کے اجرائے پر قرق یا فروخت نہیں ہوسکینگے۔

الفاظ "وارثان وقانونی قائم مقامان" کے معنے

دفعہ ۱۸۔ جملہ شرائط کی افراد میں جو زیر دفعہ ۵۔ ایکٹ ہذا جاری ہوں الفاظ "وارثان" وقانونی قائم مقامان سے مراد مزارعہ کے صرف وارثان صلبی اور اگر وہ بغیر اولاد نرینہ مرجائے تو اُس کی بیوہ ہونگے۔

وراثت مزارعان

دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد جو زمین عطا کیجائے اُس کی صورت میں:۔

(۱) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بغیر مرجائے تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اگر وہ بلحاظ حالات ایسا حکم منصفانہ تصور کرے تو یہ ہدایت کرے کہ زمین واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ کو دئے گئے ہوں زائل ہوجائینگے۔

(۲) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بعد فوت ہوجائے اور شرائط میں یہ درج نہ ہو کہ سب سے بڑے بیٹے کو وراثت پہنچنے کا قاعدہ اطلاق پذیر ہوگا یا وراثت کسی ایک منتخب وارث یا زیادہ وارثان کو پہنچیگی تو اُس صورت میں وراثت حسب ذیل پہنچیگی:۔

(الف) نرینہ صلبی اولاد کو (اگر کوئی ہو) نرینہ نسل میں سے۔ اور

(ب) اگر ایسی اولاد نہ ہو تو متوفی کی بیوہ کو (اگر کوئی ہو) تا وقتیکہ وہ مرنہ جائے یا دوسری شادی نہ کرلے یا زمین ترک نہ کردے یا تمام یا بعض شرائط متعلقہ حقوق مزارعہ متوفی کے بموجب زمین سے بیدخل نہ کیجائے۔ اور

(ج) اگر ایسی اولاد اور بیوہ نہ ہو یا اگر مزارعہ متوفی بیوہ چھوڑ گیا ہو تو جب اُس کا حق زیر فقرہ (ب) بیدخلی کے سوائے دیگر نہج پر ختم ہوجائے تو اُس وقت مزارعہ متوفی اور اس کے رشتہ داران یکجدی کے مورث اعلےٰ سے نرینہ سلسلہ میں نرینہ رشتہ داران مذکور کو۔

مگر فقرہ (ج) کے متعلق شرط یہ ہے کہ مورث اعلےٰ زمین پر قابض رہا ہو۔

(۳) صلبی اولاد اور رشتہ داران یکجدی کے درمیان جو دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) کے بموجب دعویٰ کریں وراثت بہ تبعیت احکام فقرہ مذکور اس طرح پر پہنچیگی گویا کہ وہ ایسی اراضیات میں جو متوفی کی ملکیت ہیں۔

(۴) اگر مزارعہ متوفی کوئی ایسے وارث نہ چھوڑ کر مرے جن کا ذکر دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) میں کیا گیا ہے اور جن کو فقرہ مذکور کے بموجب کھاتہ رعیتانہ پہنچتا ہو تو متوفی کی زمین گورنمنٹ کے پاس واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ متوفی کو تفویض کئے گئے تھے وہ زائل ہوجائینگے۔

سکنی زمینیں

دفعہ ۲۰۔ (۱) صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اُن اشخاص کی رہائش کے لئے زمین سکنی عطا کرے جنہوں نے بطور مزارعان یا مالکان کلکٹر کی منظوری سے زمین کا قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۲) جب کوئی مالک جو اپنی زمین منتقل کرنے کا حقدار ہو اُسکا کلاً یا جزواً جائز انتقال کرے تو صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اگر گنجایش ہو تو سکنی زمین منتقل الیہ کو رہایش کے لئے عطا کرے۔

(۳) وہ اراضی جو اُس سکنی زمین میں شامل ہو جو زیر ضمن (۱) یا ضمن (۲) مندرجہ بالا عطا کیجائے خواہ وہ کسی دیہہ۔ بستی یا قصبہ کی حدود کے اندر یا باہر واقع ہو۔ باوجود ہر امر کے جو ایکٹ معینہ ہند نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۱ء میں مندرج ہو گورنمنٹ کی ملکیت تصور ہوتی رہے گی۔

سکنی زمین اور مزارعہ رہنے کی حالت میں مفت قبضہ رکھا جائیگا

دفعہ ۲۱۔ ہر شخص کا جسکو زیر دفعہ ۲۰ زمین سکنی دیجائے۔ یہ حق ہوگا کہ اُس زمین سکنی پر جو اُس کو دی گئی ہے بغیر کرایہ دینے کے قبضہ رکھے جب تک کہ وہ مزارعہ یا مالک اُس زمین کا رہے جس کی بابت زمین سکنی اُس کو دی گئی۔

(۲) جب وہ شخص اُس زمین کا مزارعہ یا مالک نہ رہے تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس شخص کو اُس عمارت کا جو اُس نے اُس زمین پر بنائی ہو مصالحہ اُٹھانے اور اُس کو صرف میں لانے کے لئے معقول مہلت دیکر اُس زمین پر پھر دخل کرلے اور اُس کا قبضہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنے کے بغیر واپس لے لے۔

(۳) جب شخص مذکور نے اپنی اراضی کے ایک حصہ کا جائز انتقال کیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس زمین سکنی کا ایک مناسب حصہ واپس کرلے جو کہ اُس شخص کو بلحاظ قبضہ کل اراضی دیا گیا ہو۔ ضابطہ مندرجہ ماتحتی دفعہ (۲) ایسی صورتوں پر اطلاق پذیر ہوگا۔

دیگر اشخاص کو سکنی زمین عطا کرنا

دفعہ ۲۲۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ وہ بستی ہائے یا قصبہ جات میں علاوہ اُن لوگوں کے جنکو زیر دفعہ ۲۰ سکنی زمین دیگئی ہو۔ دیگر اشخاص کو آبادی یا تجارت یا دیگر اغراض کیلئے ایسی شرح ہائے متعلقہ بیع یا ادائیگی کرایہ زمینی یا بہردو پر اور ایسی شرائط پر سکنی زمین عطا کرے جو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً تجویز کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ ہذا کا اطلاق اُس زمین سکنی پر بھی ہوگا جو مزارعان اور مالکان کو کاشتکاری کی واجبی ضروریات سے زیادہ دیجائے۔ (باقی آئیندہ)

ناظرین ایک پیسہ روزانہ ان اخراجات کے لئے دیں تو پانچسو روپیہ ماہوار کے قریب وہ دے سکتے ہیں۔

بہرحال یہ وقت اب تجاویز سوچنے کا نہیں ہے یہ وقت ہے رفع ضرورت کا اسوقت سردست چھ سو روپیہ کی حاجت ہے اور آیندہ تین سو روپیہ ماہوار کی فکر ہیں ہر شخص جو اس نوٹ کو پڑھے ہے اُس کا فرض ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں بھیجدے۔ اور فوراً بھیجدے۔ اور ان یتیم بچوں اور دوسرے مستحق اور حاجتمندوں کی دعالے۔

میں خود اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے کے لئے دو روپیہ اس فنڈ میں داخل کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ خود بھی اور دوسروں کو خصوصاً مستورات میں اس کار خیر کے لئے تحریک کر کے بہت جلد روپیہ بھیجدیں گے۔ دیر نہیں ہونی چاہئے۔ اور یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہئے کہ کچھ رقم ہو جاوے تو بھیجیں۔ جو ملے اسے بھیجدو۔

حالت بہت نازک ہو چکی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو روپیہ بھیجا جاوے اس کے منی آرڈر کے کوپن پر عام اخراجات صدقات درج کرنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی میں وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کی خدمت میں بھی التماس کرتا ہوں کہ ایک سو دو روپیہ فیس داخلہ میں امیدواروں کا قرض لیکر دیا گیا تھا۔ اسلئے وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں۔ اور جو بزرگ مستقل وظایف دینا چاہتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر عبدالغنی وٹرنری اسسٹنٹ علی پور نے لکھا ہے کہ وہ ایک روپیہ ماہوار دیں گے ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جسطرح بن پڑے ایک سال کا وظیفہ یکمشت بھیجدیں۔ اس میں سہولت اور آرام کے علاوہ منی آرڈر کمیشن کی فیس بھی بچ جائے گی مثلاً ایک شخص جو ہر مہینے ایک روپیہ کے لئے ایک آنہ کمیشن دے گا وہ عہ یکدم بھیجے میں وہ بچ جائے گا اور اس وقت چونکہ ایک ایک پیسہ بھی بہت گراں قیمت ہے اس لئے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ سال تمام کے وظایف یکدم بھیجدیئے جاویں اور ایک سو دو روپیہ جو فیس داخلہ کے لئے دیا گیا ہے وہ رقم جلد تر جمع کر دی جاوے۔ تا کہ قرض ادا کر دیا جاوے۔

ایک بات اور پھر بس۔ اس مد کی مستقل آمدنی اگر کوئی ہے تو وہ زکوٰۃ کی آمدنی ہے سال گذشتہ میں کوئی ڈیڑھ ہزار کے قریب اس مد کی آمدنی ہوئی تھی۔ اس لئے اگر تمام بھائی جو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا دیتے ہیں وہ توجہ کر کے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجدیں تو اس کے مستقل اخراجات میں بہت بڑی سہولت ہو سکتی ہے اس پر الگ مضمون حضرت حکیم الامۃ کے قلم سے ہی شایع ہوگا۔

یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیاں۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی

ناظرین ایک عرصہ سے حقیقت نماز کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتاب شایع ہو گئی خریداروں کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جا رہی ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک عہ ہے۔ اور معہ محصولڈاک عہ

تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیاں کے نام آنی چاہئیں۔

دعائے موج

(میر مہدی حسین صاحب موج کی ایک پرانی نظم)

الہی فضل کر اپنا میں تیرا بندہ ہوں
نکوئی مجھ سا نہیں کچھ گنہ کنندہ ہوں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست

ذلیل و خوار ہوں ناکس ہوں صرف گندہ ہوں
غریب و بیکس و لاچار و سرفگندہ ہوں
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہی نیست

الہی میں تیرا بندہ ہوں سخت ناکارہ
دکھا دے قدرت لاریب فیہ کا نظارہ
بجز جناب تو ام در جہاں پناہی نیست

پڑا ہوں اب تیرے در پر غریب بیچارہ
ہو تیری ذکر کا جاری دہن سے فوارہ
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

بجز تیرے میں کہوں کس سے اے کریم رحیم
ہے خوف حشر میں جسدم کہ ہو سوال عظیم

دکھاؤں کسکو بھلا جا کے اپنا حال سقیم
بغیر اسکے کہوں کیا میں کیا کہ تو ہے کریم

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

غفور بخشدے اپنے کرم سے میرے گناہ
دکھا نہ مجھکو اس آوارگی میں روز سیاہ

تنگ ہوں مگر میری حالت کو اب زیادہ تباہ
ہر ایک لحظہ ہے میری تیرے کرم پہ نگاہ

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہے التجا یہ تیری بارگاہ عالی میں
کٹی ہے عمر تو ایام قحط سالی میں

ہوں گو ذلیل مجھے ایسی خستہ حالی میں
تیرے کرم کا ہوں جویاں شکستہ بالی میں

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہے فضل پر تیری امید ہر گھڑی مجھکو
لگا کر لطف کی دکھلا دے اک جھڑی مجھکو

کہ سہل ہو نگی مشکل جو آپڑی مجھکو
کہ کٹ ہی جائے یہ ساعت جو ہے کڑی مجھکو

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

الہی میں تیری رحمت کی آس کرتا ہوں
نہ دہیان اپنے زمانہ کا پاس کرتا ہوں
تو جانتا ہے کہ جو دل میں ہے میرے یارب
پھر اس دعا و فغاں کا جو ہے زیادہ سبب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

اسی سبب سے نہ جی کو اداس کرتا ہوں
تیرے خیال میں صرف حواس کرتا ہوں
نہیں ہے تجھ سے نہاں کوئی بھی میرا مطلب
وہ اضطراب و تقاضائے بشریت ہے سب
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

کب آئیگی وہ گھڑی اے امیر خدا قدیر
کہوں امام زماں سے کہ اے جناب امیر
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

کہ جا کے قادیاں میں بار دوں نعرہ تکبیر
طفیل سید عالم شتاب دستم گیر
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

میں تیری ذات کے قربان اے عالمیاں
چھڑا دے پنجہ آفت سے جلد میری جاں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

پھر دوبارہ وہ دم سرد کب تلک میں یہاں
نصیب ہو میرے خدمت کہ جسکا ہوں شایاں۔
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

غم جدائی یاراں بہت ستاتا ہے
یہ حال دیکھکے دشمن بھی خوف کھاتا ہے
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

ہوا اتنا درد کلیجہ بھی منہ کو آتا ہے
تو جانتا ہے کہ دل میرا ڈوبا جاتا ہے
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

طفیل احمد مختار فضل کر یارب
ہوں میں بہت ہی گرفتار فضل کر یارب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست

برائے سید ابرار فضل کر یارب
زیاد حد سے ہوں لاچار فضل کر یارب
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

کہوں میں کس سے جو حالت ہے آجکل میری
بجز حصول مقاصد میں کیوں ہے اب دیری

یہ دکھ ہے مجھکو کہ تن سارا ہو گیا ڈھیری
ولی میں راضی ہوں گر اسمیں ہے رضا تیری

بجز جناب تو ام در جہاں پناہے نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

خدا کی تازہ وحی

۲۸ مئی ۱۹۰۱ء۔ شریف احمد کی نسبت اسکی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے۔

(۱) عمرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۲) امرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۳) اءنت لاتعرفین القدیر
(۴) مرادک حاصل
(۵) اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

ترجمہ۔ اس کو یعنے شریف احمد کو خدا تعالےٰ امید سے بڑھکر عمر دے گا یہ الہام اسکی خطرناک بیماری کی حالت میں ہوا۔ اس یعنے شریف احمد کو خدا تعالےٰ امید سے بڑھکر امیر کرے گا۔ کیا تو قادر کو نہیں پہچانتی۔ یہ اسکی والدہ کی نسبت الہام ہے۔ تیری مراد حاصل ہو جائیگی۔ خدا سب سے بہتر حفاظت کرنیوالا ہے۔

بدخواہی سرکار کا نیا معلّم

مندرجہ بالا عنوان ناظرین کو اس بزرگ کے نام نامی کے معلوم کرنے کا مشتاق بنا دے گا جو اس میدان میں اترے ہیں جہاں بھارت ماتا کے سپوت اپنے کرتب دکھا چکے ہیں۔ میں ناظرین کو زیادہ دیر تک منتظر رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کھول کر بتاتا ہوں کہ یہ بزرگ

مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے

جو اپنی تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل میں بدخواہی سرکار کا بیج بونا چاہتا ہے یہ امر جدا ہے کہ مسلمان اس سے متاثر ہوں یا نہوں مگر جس بدظنی سے اس نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ مفید اور مبارک نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے خطرناک معلم سے بچاؤں اور گورنمنٹ کو توجہ دلاؤں کہ وہ ثناء اللہ کی تحریروں کو مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہ سمجھ لے۔ اگرچہ مولوی ثناء اللہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے یہ وہ نام ہے جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک زمانہ میں بڑی سعی اور محنت سے وہابی کے لفظ کی بجائے قایم کیا تھا۔ اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کا اندراج کرایا تھا تاہم چونکہ اس نام سے دھوکہ کھا کر ممکن ہے اس کو اہل حدیث کا ہی پریزیڈنٹ سمجھ لیا جاوے اس لئے یہ امر بھی صاف کر دینا ضروری ہے کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کا وکیل یا قائم مقام نہیں ہے کیونکہ علماء امرتسر اور بعض دوسرے علماء نے اس کے اخراج کا فتوے دیا تھا مجھکو ان فقروں کے لکھنے کی صرف اس لئے ضرورت پیش آئی ہے تاکہ عام مسلمانوں اور خصوصاً اہلحدیث کو اسکی تحریروں کا ذمہ دار قرار نہ دیا جاوے۔ میں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور دوسرے سرگروہ اعیان اہلحدیث کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقاعدہ جلسہ کر کے ثناء اللہ کی ایسی تحریروں سے علیحدگی اور بیزاری ظاہر کریں۔

مستعدیہ جنگی بنا پر میں نے یہ آرٹیکل لکھا ہے اہلحدیث مورخہ ۔۔۔ کے صفحہ ۷ وہ میں شایع ہوئی ہے پہلے مضمون کا عنوان اس نے ہندوستان کا پولیٹیکل مطلع رکھا ہے اس مضمون میں موجودہ شورش کے بیان کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے آریوں کی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس کے ذمہ دار آریہ ہیں۔ میں اس امر کے ماننے کو بیشک طیار ہوں کہ آریہ سماج چونکہ پولیٹیکل باڈی ہے اور دیانند نے مذہبی تعلیم دی ہے اسلئے یہ لوگ کسی موقع مناسب کے منتظر تھے اور اب انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا مولوی ثناء اللہ کی غرض اتنی ہی نہ تھی کہ وہ اس شورش کے بانی مبانی آریوں کو قرار دیدے بلکہ دراصل اس کی غرض مسلمانوں میں بددلی پیدا کرنا تھا۔ اس لئے آپ نے اسی مضمون کے ضمن میں نہایت قابلیت کے ساتھ اہملے یہ سطریں لکھی ہیں

”سوامی کی زندگی میں گو ہندوؤں نے انکی سخت مخالفت کی یہانتک کہ ان کو مروا بھی دیا مگر اوس محب قوم پولیٹیشن کے قلم سے جو یہ ایک فقرہ نکلا تھا آج تمام ہندوؤں نے سے اپنا اصول موضوعہ قرار دیکر تمام ہندوستان میں بلاتمیز گورے اور کالے کے بائیکاٹ و علیحدگی کا شروع کر دیا ماہ آج سوامی جی زندہ ہوتے تو اپنے پودے کو بڑا بار آور درخت لہلہاتا دیکھکر پھولے نہ سماتے۔ اس فقرہ نے ہندوؤں خصوصاً آریوں میں یہ جادو کا کام دیا ہے کہ پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ ملک کے لئے شہید ہو جائیں گے۔ بلکہ مارڈالو جیل خانہ میں بھیجدو ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم ملک کی فلاح اور بہبودی کے لئے شہید ہو جائیں مگر کسقدر افسوسناک سین تھا جسوقت جبکہ پچیس ہزار آدمیوں نے راولپنڈی میں سنا کہ پولیس آرہی ہے تو ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا اور سب کے سب(۱) چوہوں کے بلوں میں گھس گئے۔ اس لئے اہلحدیث میں کہی ایک دفعہ اس شورش کا نام چوہوں کی کانفرنس(۲) رکھا گیا ہے جو بلی کے مقابلہ پر کشتی کر رہے تھے۔ پہر اس(۳) بڑے بڑتے پانی مسلمانوں کو ساتھ ملانے کی ہوس رکھتے ہیں مسلمان ایسی بے مطلب(۴) شورش میں کیونکر تمہارے ساتھ مل سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید ہم کو بتلاتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ (اپنی جانوں ہلاکت میں مت ڈالو) گو مسلمانوں کو یورپی خصوصاً انگریزی(۵) پالسی سے اسلامی ممالک میں سخت نقصان پہونچ رہا ہے مصر عراق کو نہیں۔ بلکہ خاص حجاز میں ریشہ دوانیاں کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی بھی جانتی ہے کہ مسلمانوں کو ہماری اس پالسی سے رنج ہے مگر وہ اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان ممالک میں اوس کا فائدہ اسی پالسی سے ہے مگر مسلمان ایسے حواس باختہ نہیں ہیں کہ کچھ نقصان وہاں اٹھائیں باقی بچا کھچا ہندوستان میں کھوئیں۔ نہیں بلکہ وہ دل سے اپنی بہتری اور ترقی کی دعا کرتے ہیں کہ ع خدا شر بر انگیزد کہ خیر ما باشد ہم نے اس لئے گورنمنٹ کو مخاطب کر کے ایک دفعہ لکھا۔ یہ شعر لکھا تھا سے

ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا۔ ہلجائیں گے افلاک جو فریاد کرینگے“

اس خیال سے کہ مضمون زیر بحث کے سمجھنے میں آسانی ہو میں نے اسپر نمبر لگا دیئے ہیں۔ فقرہ ۱ ظاہر کرتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا

دلی منشا یہ تھا کہ وہ چوہوں کیطرح بلوں میں نہ گھسے بلکہ کھلم کھلا

پیغام جنگ

دیکر دو ٹوک فیصلہ کرتے اور چوہوں کی کانفرنس نام رکھنا جیسا کہ فقرہ عـ۲ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا گورنمنٹ ایک بلی ہے جو معاذ اللہ ایک مکر و فریب سے داؤ گھات لگا کر ہندوستانیوں کو ہڑپ کر رہی ہے فقرہ نمبر ۳ میں بتایا ہے کہ مسلمان شریک ہو سکتے ہیں اگر یہ شورش بے مطلب نہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بے مطلبی کا مطلب بیان نہیں کیا۔ البتہ جن فقرات کو بخط جلی کر دیا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے مقاصد کیا ہیں؟ مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بدظن اور گمراہ کرنے کے لئے اس شوخ دیدہ نے عجیب طریق نکالا ہے انہیں یاد دلایا ہے کہ

اسلامی ممالک پر خصوصیت کے ساتھ انگریزی پالیسی یعنے گورنمنٹ انگلشیہ نے سخت نقصان پہونچایا ہے اور

اسطرح مسلمانوں کو برافروختہ کرنے کا پہلو ایجاد کیا ہے بعض ناواقف اور جاہل مسلمانوں میں ان فقرات کو پڑھکر جوش کے خیالات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور ہندوؤں کو بھی ایک طریق بتایا ہے کہ تم مسلمانوں کو اگر ساتھ ملانا چاہو تو اس طریق سے لاؤ۔

ان فقرات میں گورنمنٹ انگلشیہ کی دیانت اور عہد پروری پر خطرناک حملہ اس کم فہم ملاں نے کیا ہے اور جاہل مسلمانوں کے اکسانے کے لئے ایک چنگاری چھوڑی ہے جسکا انسداد داعیان قوم کو کرنا ضروری ہے خصوصاً حجاز کی ریشہ دوانیوں کا ذکر جو ثناء اللہ نے کیا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ مسلمان حجاز کی سرزمین سے خاص اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ تحقیقات کرنے سے تو وہ رہے کہ ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اس سے متاثر ہوں گے۔

میں عام مسلمانوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں اور ایسی تحریروں سے پوری بیزاری اور نفرت کا اظہار کریں۔ ثناء اللہ نے اندھا دھند ایک بات کہدی ہے اس نے مصر عراق یمن اور حجاز کے پولیٹیکل مسائل پر کبھی غور ہی نہیں کیا تاج برطانیہ اپنے بہبود اور دوستانہ تعلقات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے اور چونکہ مسلمانوں کی عظیم الشان آبادی اس کے زیرنگین ہے وہ ہمیشہ اپنی وفادار رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے طیار رہتی ہے۔

یہ محض غلط اور بیہودہ امر ہے جو ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ وہ یہ جانکر بھی مسلمانوں کو ہماری اس پولیسی سے رنج ہے اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ایسی آزاد منش گورنمنٹ کوئی اسلامی گورنمنٹ بھی نہیں ہے اور آج نہیں اس سے پہلے ہی متعدد مرتبہ ہم نے ظاہر کیا ہے کہ سلطنت ٹرکی کے اعیان اور ارکین کی نکمی کرتوتیاں ان فسادات کی موجب ہوا کرتی ہیں جو ثناء اللہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سر تھوپتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو شرم کرنی چاہئے کہ وہ ایسے وقت میں غریب اور وفادار مسلمانوں کا دامن آلودہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ مسلمان آپکی اس حمایت اور دوستی سے باز آئے

بخشو بلی چوہا لنڈورا ہی جیئے گا

مولوی ثناء اللہ کے ذاتی خیالات کے اندازہ کرنے کے لئے میں گورنمنٹ پنجاب کو اس [illegible] سنہ ۱۹ء کے اہلحدیث کا دوسرا مضمون جو آخر گورنمنٹ جینگی کے عنوان سے لکھا گیا ہے پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں اگرچہ اس مضمون میں واقعات کا اعادہ ہے مگر جس ٹون میں کیا گیا ہے

وہ اس سے ہویدا ہے۔ خصوصاً اس کا آخری حصہ جسمیں لالہ لاجپت رائے سے ہمدردی کیگئی ہے خصوصاً قابل غور ہے اور وہ آخری سطریں یہ ہیں

گو لالہ منشی رام جی جالندہری لالہ لاجپت رائے کو ایک معمولی آدمی جانتے ہیں مگر ہمارے دل میں (مولوی ثناء اللہ کے دل میں) جو لالہ موصوف کی عزت ہے اسوجہ سے ہم اپنے ہندو بھائیوں کے عموماً اور آریہ متروں کے خصوصاً اس غم میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ لالہ لاجپت رائے جیسے قابل شخص کی رہائی کی کوئی صورت ہو اور وہ آیندہ کو اپنی خداداد لیاقت سے کوئی عمدہ کام لیں"

مجھکو ان سطور پر حاشیہ چڑہانے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ سطور اپنے مفہوم اور لکھنے والے کے مافی الضمیر کو کھول کر بیان کر رہی ہیں۔

میں آخر میں پھر ایک بار اعیان اہلحدیث کو اور عام مسلمانوں کو یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو ایسی تحریروں کے بد اثر سے بچانے کی سعی کریں۔ خصوصاً مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب اس موقع پر مفید کام کریں۔ اور اہلحدیث کیطرف سے برأت کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی معلومات کو مذہبی دنیا ہی کے اندر محدود رہنے دیں براہ کرم مسلمانوں کو ایسی پولیٹیکل واقفیت سے معاف رکھئے جو ان کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے۔

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

اخراجات لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو ملی ہے وہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالے کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا اور مانا اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ ان پر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالے کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنی مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب پانسو سے زائد روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال

(رانجھا)

۲۳ر مئی سنہ ۱۹ء کی رات کو ۱۱ بجے زلزلہ کا دھکا لگا۔ خدا رحم فرمائے۔

ہر ایک مد کا ہے لیکن اسوقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ۔ مقبرہ بہشتی وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں کہ لوگوں سے مانگے سوائے اُس مامور کے جس کی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہمانان دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دھوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمد کو بڑھانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے ہمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ شخص ایسا ہی دنیا دار ہوتا جیسا کہ خبیث لوگوں کے ظنون فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپے جمع ہو سکتے ہیں اور وہ جماعت جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندہ دے رہی ہے اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جاتے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا باقی رہے حسود جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی یہاں کسکو پرواہ کیا ہے لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور نادان معترض کو شرمندگی کے عرق میں غرق کرنے کا موجب نہیں ہوا کہ اس آخری عمر کے وقت جبکہ آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا۔ تو حضرت اقدس نے اس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی آمد و خرچ کے ساتھ ذرہ برابر نہ رکھا۔ مقبرہ کا چندہ براہ راست محاسب کے پاس آتا ہے ایسا ہی تمام دوسرے چندے براہ راست محاسب کے دفتر میں آتے با ضابطہ رجسٹر و نیز چڑھائے جاتے ہیں۔ روپیہ ایک امین کے پاس ایک آہنی صندوق میں رکھا جاتا ہے اور کچھ بنک میں رکھا جاتا ہے۔ اخراجات کے واسطے باقاعدہ بل بنتے ہیں اور انگریز بیمر مقرر ہے جو انکی پڑتال کرتا ہے۔ پھر چیک جاری ہوتا ہے ہر ایک خرچ کمیٹی کی منظوری سے ہوتا ہے اور ہزاروں آتے ہیں اور ہزاروں خرچ ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کتنا روپیہ آیا ہے اور کہ وہاں کہاں رکھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اسمیں سے لیں یا خرچ کریں ہاں لنگر کا چندہ حسب معمول حضرت کے پاس آتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوتا کہ کچھ مدت اور زائرین اور مہاجرین کو خود مسیح موعود کا مہمان کہلا سکنے کا فخر حاصل ہو سکے۔

خیر یہ تو ایک درمیانی بات تھی اب میں اصل امر کیطرف پھر توجہ کرتا ہوں جس کے واسطے میں نے اسوقت قلم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مدات کی طرف زیادہ تحریک ہونے کے سبب اور لنگر کے چندہ کے واسطے کوئی خاص تحریک نہ کیجانے کے سبب چندہ لنگر کی مد اسیطرح گھٹتی جاتی ہے جسطرح کہ اس کے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں خدا رحم کرے اور جنت میں اعلے مقام عطا کرے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کو کہ وہ ایسے موقعہ پر بعض خاص دوستوں کو پرائیویٹ خط لکھا کرتے تھے ہمیں تو پورے طور پر معلوم ہی نہیں کہ وہ کس کس کو لکھا کرتے تھے۔ اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام دوست اسی مضمون کو اپنے نام خاص سمجھکر پورے زور کے ساتھ چندہ لنگر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ چونکہ حضرت کی ڈاک اور منی آرڈروں کے دیکھنے کا

مجھے موقع ملتا ہے اسواسطے میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ اخراجات کے مقابل میں اسوقت آمد کچھ بھی نہیں اور دوستوں کو چاہئے کہ اسوقت نہ صرف ماہواری چندوں کی ادائیگی میں کوشش کریں اور ان کو باقاعدہ بنائیں بلکہ کچھ یکمشت چندہ جمع کر کے فوراً ارسال فرماویں۔ لنگر کا چندہ براہ راست حضرت کے نام آنا چاہئے لیکن کسی دوسرے چندہ کے ساتھ شامل ہو کر محاسب صاحب کے پاس آجائے تو بھی ہرج نہیں بشرطیکہ کوپن میں اور علیحدہ خط میں اسکی تفصیل درج ہو۔ یکمشت چندہ کے واسطے میں بالخصوص جماعتہائے سیالکوٹ۔ لاہور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی پشاور۔ انبالہ کو متوجہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر انشاء اللہ جلد اپنا اثر دکھلائے گی۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

لے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی

ناظرین الحکم مندرجہ عنوان وحی کے بہت سے کرشمہ دیکھ چکے ہیں۔ آج میں انکو ایک اور تازہ واقعہ سنانا چاہتا ہوں جو ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو موضع سوہل ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوا۔

سوہل ضلع گورداسپور میں ایک شخص اللہ دتا نام خیاط رہتا تھا وہ اور اس کا بھائی محمد علی معمولی آدمی ہیں اور بہت ہی خفیف سی استعداد پڑھنے لکھنے کی رکھتے ہیں مگر اندھوں میں کانا راجہ چاہئے ان دونوں کو مولوی کا خطاب دے رکھا تھا اس لحاظ سے یہ خطاب جسقدر اور عزت کے قابل ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے بہر حال وہ مولوی مشہور تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اسکو سخت عداوت اور دشمنی تھی۔ اور مخالفت کے لئے بہت دریدہ دہن اور بدزبان تھا ضلع گورداسپور اور ہوشیارپور کے قریبی علاقہ جات میں جا کر بہت زور شور سے مخالفت کیا کرتا تھا اور کرم الدین کے مقدمات میں بہت حصہ اس نے اور اس کے رفیق عبد السبحان نے لیا تھا۔ چندہ جمع کرنا اور مقدمات میں ہر قسم کی مدد دینا ان کا کام تھا۔ گویا وہ مقدمہ کرم الدین پر نہ تھا بلکہ انپر تھا۔ غرض تقریر اور تحریر کے ذریعہ ہمیشہ مخالفت کرنا اور احمدیوں کو دکھ دینا اس نے اپنا فرض منصبی سمجھ رکھا تھا مقدمات میں کرم الدین تو مجرم قرار پاکر جرمانہ کا سارٹیفکٹ لیکر گیا۔ عبد السبحان سر اسیمہ ہو کر جہاں وہ سادات سے نیچے پڑا کرتا تھا رخصت ہوا۔ اور سیالکوٹ گیا اس دنیا ہی سے رخصت ہوا۔ اللہ دتا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو اپنے یار عبد السبحان کو جا ملا۔ اور ابتر اور ناکام اس جہاں سے رخصت ہوا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامراد اور ناکام دشمنوں کیطرح جو اس سے پہلے ہلاک ہو چکے ہیں اپنی ہلاکت سے مندرجہ بالا وحی الٰہی کو پورا کر کے نشان صداقت ٹھہرا۔ تعجب ہے میاں اللہ دتا کے بھائی میاں علی محمد سے ہمدردی ہے کہ اس کا کڑیل جوان بھائی ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے میاں علی محمد اپنے بیٹے کا صدمہ اٹھا چکا ہے بہتر ہے کہ وہ ان موتوں سے عبرت حاصل کرے۔ اور اپنے رویہ کو چھوڑ کر خدا کے حضور توبہ کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو دکھ دینا اچھے پھل نہیں لایا کرتا۔ اے خدا تو خود ان لوگوں کی آنکھیں کھول تا کہ وہ اپنے گھر کے نشانوں کو دیکھکر ہی عبرت حاصل کریں (آمین) آخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے بھی ہمدردی ہے کہ ان کا ایک وکیل اس سلسلہ کی مخالفت میں ہلاک ہو گیا اور اس کا بازو ٹوٹ گیا۔

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کر رہے ہیں

لاہور کے ٹربیون نامی اخبار میں کسی اینگلو انڈین کے نام سے ایک چٹھی شایع ہوئی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ چالیس سال کے گہرے تعلقات کا دعوے کر کے کہتا ہے کہ

اگر ہندو پاگل ہو رہے ہیں اور ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تو ہمیں مسلمانوں پر اس سے بھی کم اعتبار کرنا چاہیئے جو امیر افغانستان یا سلطان ٹرکی کے ایک ذرہ سے اشارہ پر ہم پر پل پڑیں گے اگر ان کا بس چلا تو ہمیں کتوں کیطرح قتل کر ڈالیں گے انکے مذہب میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے۔

مجھے اس مضمون کو پڑھکر یہ یقین نہیں آتا کہ اسکو فی الحقیقت کسی اینگلو انڈین بزرگ نے لکھا ہو اور کہنے والا بھی وہ مستند بزرگ ہو جسکو چالیس سال تک ہندو و مسلمانوں کے حالات عادات اور مذہبی احکامات پر غور کرنیکا کافی موقع ملا ہو۔ بلکہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ برادران یوسف ہی کی مہربانی اور خانہ زاد دستکاری نہ ہو۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم تو اپنی کرتوتوں اور کوتکوں سے بدنام ہو رہے ہیں لگے ہاتھوں غریب مسلمانوں سے بھی گورنمنٹ کو کیوں بدظن نہ کریں۔ اور اگر واقعی کسی اینگلو انڈین بزرگ نے یہ مضمون لکھا ہے تو میں بلا تامل کہونگا کہ

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کرتے ہیں

کیونکہ جہاں ایک شخص اپنا چالیس سالہ تجربہ اور واقفیت ظاہر کر کے ایک غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے وہاں اس امر کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو لوگ صحیح واقفیت اور علم اسلام اور مسلمانوں کی نسبت نہیں رکھتے وہ اسے صحیح سمجھکر ایک وفادار جماعت کی نسبت بدظنی کریں اسلئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ واقعات اور دلایل سے اس قابل نفرت مضمون پر کچھ لکھوں۔

ٹربیون کا اس مضمون کو شایع کرنا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ٹربیون کی متعلق جو یہ الزام ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا بدخواہ اور دشمن ہے وہ اسکی عیسائی ایڈیٹری کی صورت میں بھی تبدیل نہیں ہو سکا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ کسی اینگلو انڈین کا مضمون ہو اسلئے ٹربیون کو چاہیے کہ اسی بزرگ کا پورا نام اور پتہ شایع کر دی تاکہ یہ وہم رفع ہو جاوے کہ

کس سلیقہ ہی فلک کی یہ ستمگاری ہیں۔ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

بہر حال میں بغرض محال یہ تسلیم کر لیتا ہوں کہ کسی اینگلو انڈین بزرگ نی ہی لکھا ہے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ واقعی یہ شعر آپ ہی کے لیے موزوں ہوا تھا

چہل سال عمر عزیزت گذشت۔ مزاج تو از حال طفلی نگشت

ہندوستان میں آپ نے چالیس سال تیر کئے مگر آپ مسلمانوں کے حالات عادات اور انکے مذہبی معتقدات سے واقف نہوئے۔ ورنہ یہ کہنے کی کبھی جرأت نکرتے کہ

ان کے مذہب میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے

آپ مسلمانوں کے مذہب سے ناواقف اور کورے تھے کاش آپ کو تاریخی واقعات کا ہی علم ہوتا کیا تاریخ ہند ان واقعات کو چھپا لیگی جو تاریخ ہند میں مرقوم ہیں مدرسہ درجہ اوسط کے طالب علم بھی جانتے ہیں ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۱ء تک سرکار انگریزی نے دو مرتبہ امیر کابل پر چڑھائی کی وہی امیر کابل جسکا ذکر آپکے مضمون میں ہے لیکن کیا ان خونی آشام جنگوں میں مسلمانوں کی فوجیں بگڑ گئی تھیں اور انہوں نے امیر کابل سے ملکر گورنمنٹ انگریزی کے خلاف کیا تھا یا سرکار انگریزی کی وفاداری کے لیے انہوں نے ایک مسلمان حکومت پر حملہ کر کے کتنے ہی مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

سلطنت ہند کے ملا گیروں اور میر ہشان کو مٹنے والی فوجیں جو [illegible] جنگ کے سر فروشی کر رہی تھیں انہیں مسلمان فوجیں شامل تھیں یا نہیں ہاں آئے دن سرحد پر جو مہمیں پیش آتی رہی ہیں انہیں مسلمانوں نے حصہ لیا تھا یا نہیں؟

میں کسقدر واقعات آپ کو دکھلاؤں اور بتاؤں جو سوئے ہوئے کو تو انسان بیدار کر سکتا ہے لیکن جو جاگتا ہوا ہے اپنے آپ کو سویا ہوا ظاہر کرے اسکو کون بیدار کرے

مجھے مسٹر نندی پر بھی افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ٹربیون کا ایڈیٹر ہو کر اپنی واقفیت اور علمیت کو بھی اینگلو انڈین صاحب کی واقفیت اور علمیت پر قربان کر دیا ورنہ آپ کا فرض تھا کہ اس غلط فہمی کو دور کرتے۔

اینگلو انڈین صاحب! اگر مسلمانوں کے مذہب میں کافروں کو مار ڈالنا حصول جنت کا ذریعہ ہوتا تو

تو ایسٹ انڈیا کمپنی کی کاہل آپ آج نہ کہاتے

چہل سالہ تجربہ کار اینگلو انڈین کو تو معلوم نہیں ہوگا ورنہ وہ ایسی فاش غلطی نہ کرتا مسٹر نندی کو معلوم ہوگا کہ جب سلطان ٹیپو سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت سلطان ٹیپو نے ٹرکی سے مدد مانگی تھی وہ ایک اچھا اور عمدہ موقع تھا کہ ٹرکی اپنا اقتدار اور اعتبار مسلمانانِ ہند کے دلمیں قایم کر لیتا۔ مگر اس نے یہ کہکر صاف جواب دیدیا تھا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ عہد دوستی رکھتا ہے اس سے کیا ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان اپنے عہود کی کہانتک پروا کرتے ہیں۔ مسلمانان ہند تاج برطانیہ کی وفادار رعایا ہے اور ان کا مذہب شاہِ وقت کی اطاعت انپر فرض قرار دیتا ہے۔ اسلام ہرگز کافروں کو قتل کرنے یا ان کے قتل کو بہشت کی کلید قرار نہیں دیتا وہ تو صاف طور پر

لا اکراہ فی الدین

کہتا ہے۔ کاش اینگلو انڈین صاحب مسلمانوں کے مذہب سے واقف ہوتے تو آج وہ اس قسم کے دلخراش اور رنجیدہ الفاظ میں مسلمانوں کی نیت وفاداری۔ چال چلن اور سب سے بڑھکر ان کے مذہب حملہ نہ کرتے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ایسی تحریروں کو محض لغو اور بیہودہ یقین کرتی ہے تاہم مناسب ہے کہ ایسے لکھنے والوں کو مناسب تنبیہ ہونی چاہیئے تاکہ وہ ایسی غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی نہ کریں۔

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنےٰ خادم ہونے کی حیثیت سے یہ ظاہر کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں میں مذہبی حیثیت سے سرگرم اور مذہب کی اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ لینے والا اور مذہب ہی کو ہر قسم کی فلاح کا ذریعہ قرار دینے والا ہی فرقہ احمدیہ ہے مگر ملکی خیالات پر نظر کر کے اور اپنے امام کی تعلیم اور ہدایتوں کو ملحوظ رکھکر جو وہ آئے دن کرتے رہتے ہیں میں بڑے زور اور دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے چار لاکھ مریدوں سے ہر متنفس تاج برطانیہ کی وفاداری اور حمایت کے لئے سر فروشی کو ہمیشہ حاضر اور طیار ہے۔ اسلئے کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت کو

اسلام کی حمایت اور نصرت یقین کرتا ہے

اور ایسا ہی میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت اسلام کے رو سے یہ یقین رکھتا ہوں اور واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں کہ

وہ گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہیں

اور اینگلو انڈین صاحب نے محض ناواقفی اور کم سمجھی سے مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ کیا ہے جو انکو سراسر نامناسب تھا۔

مجھے یقین ہے کہ پنجاب گورنمنٹ ایسی تحریروں پر توجہ فرما کر اصلاح کرے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنمنٹ کے خلاف ایجیٹیشن پر سرسری نظر

(ایک احمدی کی قلم سے)

فرمان باری تعالیٰ - لا تکتموا الشہادۃ و من یکتمہا فانہ آثم قلبہ - شہادت حقہ کو مت چھپاؤ - اگر کوئی ایسا کرے پس اُس کا دل ناپاک اور گنہگار ہے -

قریباً تمام مذاہب اور فرقوں کا اور بالخصوص پاک اسلام کا یہ زرین اصول ہے کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا ناشکر گذار ہے وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا نافرمان اور ناشکر گذاری کا مرتکب ہوتا ہے - بنا بریں میں ناچیز اعلان کے ذریعہ بطور شکر گذاری گورنمنٹ برطانیہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں اور خدا تعالےٰ کی جناب سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ بہتوں کی بھلائی اور ہدایت کا موجب ہو - آمین

میرے اہل وطن ہندو - مسلمان - گبر - یہود - عیسائی اور سکھ صاحبان ایک نظر توجہ سے اسے پڑھ لیں

میں نہ ایک لاف زنی کے طریق سے بلکہ سچے دل اور بصیرت کے ساتھ اسپر ایمان رکھتا ہوں اور خوشامدانہ لب ولہجہ سے الگ ہو کر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ علیم و خبیر خدا نے اپنے رحم و کرم سے عین وقت پر ہماری دستگیری فرمائی - کہ ایک تاریک اور پر آشوب زمانہ میں اور ہمیں سلف گورنمنٹ کی قابلیت سے بے بہرہ دیکھکر اتنی دور و دراز مسافت سے گورنمنٹ برطانیہ کو ہماری خبرگیری اور ہم پر حکمرانی کے لئے بھیجا - جو نادان اسپر اعتراض کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کے رحم سے بھرے ہوئے ایک فعل پر نکتہ چینی کرتا ہے - موجودہ ناجائز ایجیٹیشن کے بانیوں اور خصوصاً تاریخ کی ورق گردانی کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ انگریزوں سے پہلے کیا بلحاظ آزادی مذاہب - کیا بلحاظ تمدن - کیا بلحاظ تعلیم - کیا بلحاظ تہذیب - کیا بلحاظ حکومت وغیرہ وغیرہ ہندوستان کی کیا حالت تھی - سلطنت انگریزی کے ہزارہا فوائد و برکات کا ذکر کرنا موجب طوالت چھوٹا منہ بڑی بات اور میری اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے - انگریزوں نے آکر بیشک یہ بڑا قصور کیا کہ مذاہب کو آزادی بخشی - سفر کے وسائل کو نہایت آسان کیا - ڈاکخانہ اور ٹیلیگراف سے ملک کو بے حد فائدہ پہنچایا - ڈاکوؤں رہزنوں سے ملک کو صاف کیا - تعلیم اور اعلےٰ تعلیم کے باب مسدود کا افتتاح کیا - انصاف اور بے حد انصاف کا جھنڈا بلند کیا - ظالم اور درندہ منش انسانوں کے ظلم سے - عاجز مظلوم اور درماندوں کو رہائی دلائی - ستی اور غلام فروشی کا قلع قمع کیا - ہائے کیسی احسان فراموشی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ اگر ہندوستانیوں میں حق شناسی کا مادہ ہوتا - اور وہ حکمرانی کے اہل ہوتے تو آج انگریزی حکومت کا جوا اُن کی گردن پر ہرگز نہ ہوتا -

میرے بھائیو! پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالو پھر دعوے کرو تو شنوائی بھی ہو -

سلیم الفطرت دل و دماغ لے کر سوچو اور ایمان سے کہو - اسوقت بھی ہندوستان میں اور اُس کے باہر ہندو - مسلمانوں کی سلطنتیں موجود ہیں - کیا تم میں دعوے سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے - کہ وہاں انگریزی راج کا سا امن اور آزادی ہے اور فاتح اور مفتوح قوموں کے درمیان ایسا ہی انصاف اور ترازو کے دونوں پلڑے ایسے ہی مساوی موجود ہیں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں؟ نہیں - ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں ۞

پس چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجاتی اور وہ نمونہ پیش کر کے اراکین سلطنت انگریزی سے باادب اپنی قابلیت کا اظہار کیا جاتا - کہ ہم ایسے ہیں اور ویسے ہیں - ہمیں یہ چاہئے اور وہ چاہئے

مگر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کو توجہ دلا کر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے حقوق باقی ہیں - جن کے اہل ہونے پر ہمارے افعال و اقوال نے گواہی دی - اور پھر انگریزوں نے ہمیں نہیں دیئے - کیا کالجوں میں تعلیم پانے والوں اور امتحان پاس کرنے والوں کو انگریزوں کی طرح بی - اے - ایم - اے - ایل ایل بی - ایل ایل ڈی - بی او ایل - وغیرہ وغیرہ کی ڈگریاں نہیں ملتیں - کیا مستحق لوگوں کو تحصیلداری - اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری - انسپکٹری وغیرہ کے عہدے نہیں دیئے جاتے - کیا میڈیکل تعلیم یافتہ گروہ کو اسسٹنٹ سرجنی جیسے قابل عزت عہدے نہیں دیئے جاتے - کیا وہ انچارج بنا کر خود مختارانہ عزت کی کرسی پر نہیں بٹھائے جاتے - کیا دیسیوں کو سول سروس میں شامل نہیں کیا جاتا - کیا ڈپٹی کمشنر - ڈسٹرکٹ جج - ڈویژنل جج دیسی نہیں بنائے گئے - کیا نوبت آگے پر چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی ممتاز ججی کی کرسیوں پر دیسیوں کو جگہ نہیں دی گئی - کیا ایک انگریز اور ایک دیسی کے مقدمہ میں (بشرطیکہ حق دیسی کی طرف ہو) تم نے انگریزوں کو مقدمہ ہارتے ؁ اور دیسی کے حق میں فیصلہ ہوتا وہ بھی ایک انگریز کی عدالت سے کبھی نہیں دیکھا - کیا جرم ثابت ہونے پر انگریزوں کو سزائیں نہیں دیجاتیں - کیا انگریز نااہل ثابت ہونے پر بڑے بڑے جلیل القدر ممتاز عہدوں سے علیحدہ نہیں کئے جاتے - کیا ابھی لاہور میں رشوت ستانی کے مقدموں میں بعض انگریز بالکل ڈسمس نہیں کئے گئے - اگر یہ ساری باتیں درست ہیں تو کیا آپ اس حد تک بھی مساوات کسی ہندو یا مسلمان ریاست میں سوائے چند مستثنیات کے دکھا سکتے ہو -

؁ تھوڑا عرصہ ہوا اور پنجاب کے ہزارہا تعلیم یافتہ اس بات پر گواہ ہیں کہ میرے آقا و مرشد امام و مہدی مسیح موعود حضرت میرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ پر ایک مشہور معزز پادری نے کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں اقدام قتل کا دعوے کیا تھا - لیکن خدا بھلا کرے اس دانشمند منصف مزاج انگریز کا جس نے حقیقت شناسی کی راہ سے معلوم کر لیا کہ مقدمہ جھوٹا ہے - اس لئے اُس نے میرے آقائے نامدار کو باوجود دعوے مسیحیت اور باوجود دعوے بطلان مذہب عیسویت محض انصاف پروری کی راہ سے نہایت عزت کیساتھ بری کیا - اور اجازت دی کہ تم جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلانے کی غرض سے نالش کر سکتے ہو - بایں ہمہ اوصاف مذکورہ بالا کوئی تنقیص پیش کرو ؟

بھائیو! میری نگاہ سے دیکھو تو یہ تمام رعایتیں بھی جو گورنمنٹ نے محض مہربانی سے ہم پر کی ہیں۔ محض خدا کا فضل ہے۔ ورنہ ہم ابھی اس لائق بھی نہیں ہیں۔ کہ ہمیں معمولی انصاف کی کرسی پر بھی جگہ دی جاوے۔ میں جناب بہت سارے دیسی جوڈیشل اور ایگزیکٹو افسروں کی انصاف پسند طبیعتوں سے واقف ہوں۔ اگر غور سے دیکھو تو ان میں سے بہت تھوڑے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے وجود کو اپنے ابنائے وطن کے لئے خیر و برکت کا موجب ثابت کیا ہے۔ اور انصاف اور محض انصاف پر ثابت قدم رہنا اپنا شعار بنایا ہے۔ باقی بہت حصہ انصاف سے دور۔ متکبر۔ عیاش مزاج۔ اپنے غریب ابنائے وطن سے نفرت کرنے والا۔ مقدمات میں اہل مقدمہ کی بیجا تکالیف کی مطلق پرواہ نہ کرنے والا ہے۔ بیسیوں نہیں صدہا مثالیں ایسی ہر وقت مل سکتی ہیں۔ کہ ایک مقدمہ کسی دیسی عدالت میں اگر مہینوں اور سالہا خراب ہوتا رہا ہے۔ اور جج صاحب کو کبھی سفارشوں اور کبھی لالچ نے **انصاف** پر مائل نہیں ہونے دیا۔ اور حسن اتفاق سے منصف صاحب کی تبدیلی یا کسی اور ذریعہ سے اگر وہی مقدمہ کسی انگریزی عدالت میں چلا گیا۔ تو اہل مقدمہ کی خوش قسمتی سے ایک ہی دن میں فیصلہ پا گیا ہے۔ یہ میری من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ آپ میں سے صدہا کے ساتھ یہ سلوک ہو چکا ہے۔ علاوہ جگ بیتی کے مجھے بذات خود بھی ایک دفعہ ساری عمر میں ایک دیسی عدالت میں انصاف کے حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی مقدمہ اور پیچیدہ معاملہ بھی نہ تھا۔ صرف نیلام سرکاری میں ایک مکان لے بیٹھا تھا۔ جس کی منظوری کے لئے ۳۰ دن مقرر ہیں۔ تیس دن کی بجائے سال بھر تک اور سال بھر میں قریباً ۸۰ یا نوے پیشیاں عدالت میں جانا پڑا۔ الامان! الامان! پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے:۔

ایک بچہ اپنی ماں سے = اماں تیرے ہتھ بڑے گوڑے (نرم) ہین ۔

ماں بچے سے = بچہ لگن تے جانین ۔

وہی مثل ان حضرات کی ہے۔ میں مقدمہ مذکورہ بالا کے مفصل حالات تو ایک رسالہ کی صورت میں عنقریب شائع کروں گا۔ جس سے پبلک دیکھ لیگی کہ وہ ۸۰۔ ۹۰ پیشیوں میں کارروائی کیا ہوتی رہی ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے بغیر میرا دل نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی انگریزی عدالت میں ہوتا تو صرف ایک اور زیادہ سے زیادہ دو تین پیشیوں سے ہرگز ہرگز نہ بڑھتا۔ اور قانون کے موافق ۳۰ دن کے اندر فیصلہ پاتا۔ علاوہ بریں میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اہل مقدمات کو صدہا قسم کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ **اور وہ سب کی سب ان دیسی بھائیوں کے ہاتھوں سے پہنچتی ہیں اور بدنام سلطنت اور انگریز ہوتے ہیں۔**

زمینی شہادت میں تو قریباً آپ کے دل سب کے سب مجھ سے امور متذکرہ بالا میں اتفاق کریں گے۔ میں آسمانی شہادت بھی پیش کر سکتا ہوں **یہ تمام قسم کی ملک پر وبائیں۔ قحط۔ زلزلے۔ طاعون۔ وقت پر پانی نہ برسنا۔ بیوقت اولوں وغیرہ سے تباہی کا ہونا وغیرہ یہ ساری باتیں بڑے زور سے شہادت دے رہی ہیں کہ دل سیاہ ہو گئے ہیں اور کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔**

ہاں! ایک بات اور یاد آئی ہے۔ شاید آپ یہ کہیں گے کہ ہمیں انگریزوں کی طرح بندوقیں۔ کرچیں۔ پستول۔ تلوار۔ وغیرہ نہیں ملتے اصل میں ان سب باتوں کا جواب تو میں دے چکا ہوں۔ لیکن آپ کی بہتری اور عوام کو سمجھانے کے لئے تفصیلاً مکرر عرض کر دیتا ہوں

ذرہ سوچئے کہ جو لیاقت و حیثیت ہتھیار کے استعمال کی انگریزوں میں موجود ہے۔ کیا وہ آپ میں بھی ہے؟ کیا انگریزوں کی طرح آپ بھی دور دراز ملک سے آ کر غیر اقوام پر حکمرانی کرنے آئے ہیں؟ کیا انگریزوں کو جو خدشہ کسی وقت آپ سے ہو سکتا ہے وہ آپ کو بھی انگریزوں سے ہونے کا احتمال ہے؟ پس اگر آپ کے ہی مسلمہ اصول **الاحتیاط اشد من الدواء** پر کاربند ہو کر اگر انگریزوں کو عام طور پر بندوق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ تو کونسی نئی اور انوکھی بات سلطنت نے کی ہے۔ ہر سلطنت کا پہلا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے قیام اور استحکام کے لئے حسب خواہش انتظام کرے۔

کیا انگریزوں میں بھی کشت و خون آئے دن آپس میں اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے آئے دن کے واقعات سے ظاہر ہے پھر باوجود اس کے جن لوگوں نے گورنمنٹ کے نزدیک اعتبار قائم کیا ہے کیا ان کو بندوق وغیرہ کے رکھنے کا لائسنس نہیں دیا گیا۔ اور ہمیشہ ایسے لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ جن پر گورنمنٹ اعتبار کر سکتی ہو۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کا یہ فعل بھی نہایت عاقلانہ۔ دوراندیشی سے پُر۔ اور بڑی تعریف کے قابل ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ جب تک ہماری ملکی حالت پاکیزگی پر زمین و آسمان شہادت نہ دے اُٹھے۔ دیسیوں کو عام طور پر گورنمنٹ کی طرف سے بندوق وغیرہ کے رکھنے کا حق دیا جاوے۔

آپ کا یہ خیال کہ ہمیں سلف گورنمنٹ ملنی چاہئے۔ یا ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہو جائے تو یہ سارے انتظام ریل۔ سڑکیں۔ تار۔ ڈاک خانے وغیرہ ہم خود بنا لیں گے۔ واقعات اسکے خلاف بڑے زور سے شہادت دینے کے لئے تیار موجود ہیں۔

میں اس پر بھی اپنے اہل وطن بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ غور فرمائیے اور خدارا سوچئے کہ عالی ظرف گورنمنٹ نے کیا بطور نمونہ ہمیں سلف گورنمنٹ میونسپلٹیوں کے رنگ میں عطا کر کے ہمارے حوصلے دیکھ نہیں لئے۔ کیا آپ اس بات پر مطمئن ہیں۔ کہ کل کی کل میونسپلٹیاں آپ کے حقوق واجبی ادا کر رہی ہیں؟ میں زور سے کہونگا۔ کہ ہمیں خود اتنی لیاقت بھی نہیں کہ الکشن کے موقعہ پر ہم ایسے ممبر منتخب کر سکیں کہ جو در اصل اس کے اہل ہوں۔ اور اپنے ابنائے وطن کے حقوق کی نگرانی کر سکتے ہوں۔ سوائے بعض کے باقی سب خرگین کی بھرتی ہوتی ہے۔ جن کا کام فقط سبحن اور ہاں میں ہاں ملانا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حقوق کی نگرانی اور قائم مقامی کے فرائض کس جانور کا نام ہے۔ بارہا یہ واویلا اور شور مچایا گیا ہے۔ کہ ایریال کا بڑا اعلے انتظام ہوتا ہے۔ صفائی۔ روشنی اور چھڑکاؤ کا خوب انتظام ہے۔ اور دیسیوں کے رہنے کی جگہ شہر کی صفائی وغیرہ کی بُری اور گندی حالت رہتی ہے۔ آپ سوچکر اپنے دماغ سے ہی سوال کریں کہ کیا یہ برٹش گورنمنٹ کا قصور ہے یا اس چھوٹی سی قائم مقام سلف گورنمنٹ اور ہماری لیاقتوں اور خود ہمارے ہی انتخاب کا نتیجہ ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ملک میں بعض میونسپلٹیاں

نہایت قابلیت سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر جگہ سارے کے سارے ممبر نالائق اور اس کام کے نا اہل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض بڑے بڑے لائق اور اعلیٰ انتظامی لیاقتوں سے پُر دماغ رکھنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر میرے بھائیو ایسے وجود بہت کم ہیں جبتک کسی مشین کے سارے پرزے درست نہ ہوں وہ ہرگز اپنا کام پورا کیا ادھورا بھی نہیں کر سکتی۔ پس سوچنے والوں کے لئے یہی کافی سبق ہے۔ اور ہماری انتظامی لیاقتوں کا کافی نمونہ ہے۔ جب کہ ہمیں اپنی صحت و تندرستی کے انتظام کی بھی لیاقت نہیں۔ شہر

گلیوں۔ محلوں۔ موریوں۔ گو۔ موت۔ روشنی و چھڑکاؤ

کا انتظام بھی اگر ہم سے نہیں ہو سکتا تو اتنا بڑا دعویٰ

مساوات

کا میرے نزدیک اپنے وقت سے بہت پہلے اور "این خیال است و محال است و جنوں" سے کم نہیں ہے۔

ایک شکایت کبھی کبھی یہ بھی سُنی جاتی ہے

کہ ٹیکس کے لگانے میں ہم پر بیجا ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ میرے بھائیو پھر میں وہی عرض کرونگا۔ کہ یہ سارا قصور ہمارا اپنا ہے۔ سلطنت بالکل اس سے بھی بری الذمہ ہے ٹیکس کے متعلق تشخیص کنندہ جماعت کُل کی کُل دیسی اور تمہارے ہی بھائی ہیں۔ مَیں ہرگز ہرگز نہیں کہتا کہ وہ سب کے سب ظالم اور بیجا کام ہی کرنے والے ہیں۔ مَیں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اگر تمہاری یہ شکایت درست ہے تو یہ قصور بھی ہمارا اپنا ہے نہ کہ سلطنت کا۔ گورنمنٹ نے عین ضرورت ملکی کے وقت انکم ٹیکس ہندوستان میں جاری کیا تھا اور جوں جوں اُن ضرورتوں میں کمی محسوس ہوگی۔ گورنمنٹ نہ صرف اسے ہلکا یا بالکل اُڑا دینے کے لئے تیار ہوگی۔ جیسا کہ حال میں ۱۰۰۰ روپے کی آمدنی والوں کو ٹیکس سے سبکدوش کرنے سے گورنمنٹ کی نیت نیک کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ یاد رکھو گورنمنٹ کی منشاء ہندوستان پر حکومت کرنے کی ہے نہ اُسے برباد کرنے کی۔ اگر رعیت تباہ و خستہ حال ہوگی تو یہ خود سلطنت کے زوال کا باعث ہے۔ سلطنت کا استحکام اور خوشحالی تو اسی صورت میں ہے۔ کہ رعایا خوشحال رہے۔ پس جو تکلیف تمہیں پہنچے غور سے دیکھو گے تو کسی نہ کسی طرح اُس کی تہ میں دیسی صنعت ہی کام کرتی نظر آئے گی۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ گورنمنٹ کو غیب کا علم نہیں ہوتا کہ وہ تمہاری حالت سے ہمیشہ صحیح علم ہی رکھتی ہو۔ گورنمنٹ تک ان تک پہنچانے والے اور تمہاری حالت سے آگاہ کرنے والے بھی سب ہمارے دیسی بھائی ہوتے ہیں۔ صحیح پہنچائیں یا خوشامدانہ طریق سے غلط پہنچائیں۔ اس لئے جب تمہیں کسی شکایت کے متعلق جائز عرض کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ کرو اور ضرور کرو۔ لیکن شاہی آداب اور اپنی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر کرو۔ اپنے جامہ سے باہر مت ہو جاؤ۔ کہ اُس کا نتیجہ بھی نیک نہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان میں فوجی اخراجات زیادہ کرنے ہونگے جس کا خرچ آخر ہندوستان کو ہی دینا ہوگا۔ اور وہ تمہاری ہی جیبوں سے وصول کیا جاویگا پس غور کرو اور تدبر سے کام لو

بھائیو اگینٹ عالیہ میونسپلٹیوں کا وجود مہیا کر کے درجہ تک بری الذمہ اور سبکدوش

ہو چکی ہے

اب تمہارے انتظام کا بڑا حصہ تمہارے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔ میونسپلٹی کی مشین کے پرزے بڑے زبردست تیار کرو۔ انتخاب کے موقع پر ہمت جرأت اور استقلال سے کام لیکر ہمت و خوشامد ایسے آدمیوں کو تلاش کر کے قائم مقام بناؤ جو اُس کے اہل ہوں۔ سست بجینیوں۔ خوشامدیوں اور محض دولتمندی کو ذریعہ اہلیت سمجھکر اُن کے حق میں ووٹ نہ دیا کرو۔ تعلیم اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرو۔ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاؤ۔ پھر لیجسلیٹو کونسلوں۔ وائسریگل کونسلوں میں تمہارے قائم مقام لینے کے لئے گورنمنٹ کو نہ کبھی پس و پیش ہوا اور نہ ہوگا ❊

ہر ایک قسم کے باغیانہ خیالات کو دل سے نکال دو۔ بائیکاٹ کا ولولہ دماغوں سے الگ کردو۔ تمام فضول اور بیہودہ ایجیٹیشنوں کو مٹا دو۔ یہ ہمارے ملک کے لئے زہریلے مواد پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ہر وقت امن کی حمایت کرو۔ ملک میں بڑی بدامنی کے آثار ہیں۔ توبہ کرو اور سچے دل سے خدا کی دی ہوئی گورنمنٹ کے شکرگذار بنے رہو۔ جو کچھ کہ ناکردنی و ناگفتنی حالات تم سے گذشتہ دنوں میں ظاہر ہو چکے ہیں اُن کے لئے گورنمنٹ سے بمنت معافیاں مانگو۔ اور اپنے ماخوذ بھائیوں کو مطلق گورنمنٹ کے رحم پر چھوڑ دو۔ یہ گورنمنٹ سایہ رحمت الٰہی ہے اس کی قدر کرو۔ وہ کبھی جبر و تشدد اپنی رعایا کے لئے روا نہیں رکھتی۔ اُس نے جو کچھ کیا ہے مجبوری کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک میں امن اور انتظام برقرار رکھنے کی ذمہ وار ہے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اگر تم کو اپنے ماخوذ بھائیوں سے سچی اور دلی ہمدردی ہے تو اُس کا اظہار بیجا اور موجودہ ایجیٹیشن سے مت کرو۔ بلکہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ۔ کہ زمین و آسمان کو تم پر رحم آجائے۔ پھر رحم مجسم عادل گورنمنٹ جس طرح تم سے پیش آئیگی۔ وہ تم خود دیکھ لوگے ❊

> رموز مملکت ملک خسرواں دانند
> گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ راقم پبلک کا سچا خیر خواہ اور گورنمنٹ کا دلی مشکور۔ حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ مالک کارخانہ رفیق الصحت چوک بزانہٹہ۔ لاہور۔ ۱۱۔ مئی ۱۹۰۷ء

خریداران حقیقۃ الوحی

مطلع رہیں کہ کتاب مذکور ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہو گئی ہے قیمت کتاب کی بوجہ بڑے بھاری حجم اور دیگر مصارف کے بے مجلد اور مجلد رکھی گئی ہے یہ کتاب کسی اور شخص کے روپیہ سے طبع کرائی گئی ہے لہٰذا اصل مالک کتاب کا وہی شخص ہے قیمت میں کمی یا رعایت کرنا اُس شخص کا حق ہے حضرت اقدس کا اس میں دخل نہیں ہے جن خریداران نے پیشگی درخواستیں بخیال کمی قیمت دو دو چار چار نسخوں کی بھیجی ہیں وہ اپنی استطاعت کا اندازہ لگا کر دوبارہ اطلاع دیں کہ کتنی جلدیں اُن کو بذریعہ وی پی بھیجنی چاہئیں سابقہ درخواستوں میں سے (بجز اُن اصحاب کی خصوصیت اور پیش آمد کا خطرہ معلوم ہوگا) صرف ایک ایک جلد مجلد بذریعہ وی پی ارسال ہوگی بعد میں اگر وہ اطلاع دینگے تو خوشی سے تعمیل کیجاویگی یہ صرف بلحاظ سہولت خریداران لکھا گیا ہے تاکہ کسی کو اسقدر قیمت سے تکلیف نہ ہو۔ (المشتہر)

مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود از قادیان

(نوٹ) درخواستوں کی تعمیل بجز وی پی اور کسی طرح نہ ہو سکے گی ❊